حبیب انساء بیگم سید یوسف علی

پربھنی

خاکہ برائے پی۔ایچ۔ڈی رجسٹریشن

بعنوان

مہاراشٹر میں اردو ناول ۱۹۸۰ء کے بعد

قصّہ سننا اور قصّہ سنانا انسان کی فطرت میں شامل ہیں۔ جب انسان کو فرصت تھی تو ایسے قصّے پسند کرتا تھا۔ جو جلدی ختم نہ ہوں اور جن میں خیالی دنیا کی باتیں ہوں۔ جن، دیو، پری، یا پھر بادشاہوں، شہزادوں اور شہزدیوں کا ذکر ہوتا کہ اس کے تخیل کو خوب سیر کرنے کا موقع ملے ایسے قصّے داستان کہلائے۔

اسی داستان کی کوکھ سے ناول نے جنم لیا۔ ہوا یوں کہ جب زمانے کا ورق پلٹا اور انسان سمجھ دار ہو گیا تو اسے خیال آیا کہ ان فرضی باتوں سے کیا فائدہ۔ اصلی اور حقیقی دنیا کی باتیں کرو۔ ایسے قصّے سنو اور سناؤ جو ہماری زندگی سے جڑے ہوئے ہوں تا کہ اصلی دنیا کو سمجھنے میں مدد ملے اور فرصت کم ہے اس لیئے غیر ضروری طوالت کو بھی اب طاق میں رکھو۔ فوق فطرت عناصر قصّے سے خارج ہوئے اور قصّے کی جگہ ناول نے لے لی۔

ناول ایک ایسی نثری قصّہ ہے جس میں ہماری حقیقی زندگی کا عکس نظر آتا ہے۔ یہ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں ہماری امنگیں اور آرزوئیں جھلکتی ہیں، گویا ناول زندگی کی تصویر کشی کا فن ہے۔ ناول اطالوی زبان کے لفظ ناویلا سے نکلا ہے جس کے معنی نیا۔ یہ نام اس لیئے بھی رکھا گیا کہ ناول ایک نئی چیز تھی۔ اردو میں ناول انگریزی ادب سے آیا۔ ہمارے اہل قلم نے انگریزی ناول دیکھے اور پسند کیئے تو داستان کی جگہ ناول کو اپنایا۔

اردو میں ناول کا آغاز انگریزی ادب کے زیر اثر ہوا۔ مولوی نذیر احمد اردو کے پہلے ناول نگار ہے۔ مولوی نذیر احمد اور پنڈت رتن ناتھ سرشار وہ فنکار ہیں جنھوں نے پہلے پہل اردو میں ناول لکھے۔ مولوی نذیر احمد کی 'مراۃ العروس' ۱۸۶۹ء میں شائع ہوئی۔ اور اسی کو اردو کا پہلا ناول قرار دیا گیا۔ اردو ناول پر مولوی نذیر احمد کا بڑا احسان ہے کہ اردو میں اس صنف کی بنیاد انہی کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ انھوں نے پہلا ناول بچوں کے لئے لکھا۔ 'بنات نعش' دوسرا ناول ۱۸۷۲ء میں شائع ہوا۔ 'توبتہ النصوح' ۱۸۷۷ء میں تیسرا ناول ہے۔ جسے ان کا شاہکار بھی کہا جاتا ہے۔ 'ابن الوقت' ۱۸۸۸ء میں 'روہائے صادقہ' میں مذہبی عقائد کے سلسے میں معلومات ملتی ہے۔ 'فسانہ مبتلا' میں ایک سے زیادہ شادیوں کے نقصانات پر روشنی ڈالی گئی 'ایامیٰ'

میں یہ واضح کیا گیا کہ بیوہ عورتوں کی دوسری شادی ضروری ہے۔

پنڈت رتن ناتھ سرشار کی 'فسانہ آزاد' چار ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔فسانہ آزاد کے علاوہ 'جام سرشار' اور 'سیر کوہسار' اردو ناول کی تاریخ میں بڑی اہمیت کے حامل ہے۔

مولانا عبدالحلیم شرؔ اور محمد طبیبؔ علی نے تاریخی ناول لکھ کر اسلام کی شاندار ماضی کو دہرایا۔شرؔ کی 'عبدالعزیز ورجینا' دلچسپ ہے 'فردوس بریں' ان کا شاہکار ناول ہے۔

سجاد حسین کے ناول 'کایا پلٹ' 'حاجی بغلول' اور احمق الدین' مرزا عباس حسین کا 'ربط وضبط' اور جوالا پرشاد کا 'تراجم' بھی اسی دور کے اہم ناول ہے۔

اردو ناول کا اگلا عہد اردو ادب کی تاریخ میں ایک یادگار ہے۔اس عہد میں مرزا ہادی رسوا کا ''امراؤ جان ادا'' وجود میں آیا '۔شریف زادہ' اور 'ذات شریف' لیکن جس کارنامہ نے انھیں زندگی جاوید عطا کی وہ 'امراؤ جان ادا' ہے۔

مولانا راشد الخیری کو 'مصوّر غم' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔کم وبیش ۸۰ تصانیف مولانا سے یادگار ہے۔ان میں سے سمرقند کا چاند' صبح زندگی'' شام زندگی'' شب زندگی'' ماہ عجم' آمنہ کا لال' سیدہ کا لال' دلی کی آخری بہار' مجموعہ خداوند' عروس کربلا وغیرہ۔

پریم چند اردو کے سب سے بڑے ناول نگار ہے۔ان کے خاص ناولوں میں 'جلوہ ایثار' بیوہ' 'بازار حسن' 'گوشہ عافیت' غبن' چوگان ہستی' پردہ مجاز' میدان عمل' جلوہ ایثار' اور بیوہ' یادگار ہے۔

ترقی پسند تحریک نے بھی اردو ناولوں کو بہت کچھ دیا۔اردو ناول کو ایک نئی راہیں دکھائی اس سلسلے میں سجاد ظہیر کا 'لندن کی ایک رات' قاضی عبدالغفار کا لیلی کے خطوط' عصمت چغتائی کا 'ٹیڑھی لکیر' قرۃ العین حیدر کا ''آگ کا دریا'' کرشن چندر کا 'شکست' اور عزیز احمد کا 'گریز' خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

عبدالحسین کا اداس نسلیں 'باگھ' شوکت صدیقی کا خدا کی بستی' خدیجہ مستور کا 'آنگن' حیات اللہ انصاری کا لہو کے دو پھول' راجندر بیدی کا 'ایک چادر میلی سی' بلونت سنگھ کا 'معمولی لڑکی'' قاضی عبدالستار کا ''شب گزیدہ'' مہندر ناتھ کا 'ارمانوں کی سیج'' جمیلہ ہاشمی کا 'تلاش بہاراں' جیلانی بانو کا 'ایوان غزل' انور سجاد کا 'خوشیوں کا باغ' انتظار حسین کا 'بستی' سلیم اختر کا 'ضبط کی دیوار' لازوال ناول ہیں فضل احمد کریم فضل کا 'خون جگر ہونے تک' قدرت اللہ شہاب کا 'یا خدا' الطاف فاطمہ کا 'دستک نہ دو' فاروقی قالد کا 'سیاہ آئینے' بشری رحمان کا 'پیاس' اور چارہ گر' نثار عزیز بٹ کے 'نگری نگری پھرا مسافر' انور سجاد کا 'خوشیوں کا باغ' سلیم اختر کا 'دیوار' رشیدہ رضویہ کا' اسی شمع کے آخری پروانے'

۱۹۸۰ء کے بعد مہاراشٹر میں اردو ناول نگاری کی روایت کو آگے بڑھانے والوں میں سرفہرست نورالحسنین (اورنگ آباد) خورشید عارف (اورنگ آباد) انور خاں (ممبئی) بانو سرتاج (چندرہ پور) صادقہ نواب (کھپولی) نور پرکار (ممبئی)

وکیل نجیب (ناگپور) عبدلعزیز خاں (ممبئی) ایم مبین (بھیونڈی) نذیر فتح پوری (پونہ) قاضی مشتاق احمد (پونہ) سلام بن رزاق (ممبئی) علی امام نقوی (ممبئی) نکہت آراء (پونہ) سید نسرین رمضان (پونہ) زین العابدین خاں (پونہ) احمد عثمانی (مالے گاؤں) سلیم شہزاد (مالے گاؤں) ڈاکٹر ابوالکلام (ناگپور)

مندرجہ بالا مختصر جائزے سے یہ بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مہاراشٹر میں اردو ناول ۱۹۸۰ء کے بعد بھی کافی مستحکم رہی ۱۹۸۰ء کے بعد مہاراشٹر میں اردو ناول کی روایت سے انکار ممکن نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مذکورہ موضوع کے تحت ایک مفصل تحقیقی مقالہ قلم بند کیا جائے تاکہ ریاست مہاراشٹر میں ۱۹۸۰ء کے بعد اردو ناول کی مکمل صورت حال سامنے آئے نہ صرف یہ کہ اردو ناول کی تاریخ بھی مرتب بھی ہو سکے۔

مجوزہ مقالہ درج ذیل پانچ ابواب پر مشتمل ہوگا

باب اوّل: ناول کی تعریف، ناول کا فن، اسلوب اور تکنک

اس باب میں ناول کی تعریف، فن، اسلوب اور تکنک کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

باب دوّم: اردو میں ناول نگاری کا اجمالی جائزہ : آغاز تا حال

اس باب میں اردو ناول کا آغاز و ارتقاء کا اختصار کے ساتھ جائزہ لیا جائے گا

باب سوّم ؛ مہاراشٹر میں ۱۹۸۰ء کے بعد کی ناول نگاری کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ۔

موضوعات۔ اسلوب۔ زبان و بیان۔ فن اور تکنک۔ پیغام

اس باب میں ۱۹۸۰ء کے بعد مہاراشٹر میں شائع ہونے والے تمام مجموعوں کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا۔ جو اردو ناول نگاری میں بیش قیمت اضافہ کرتے ہیں۔

باب چہارم : بچوں کے لیئے تحریر کردہ ناول

اس باب میں ۱۹۸۰ء کے بعد مہاراشٹر میں بچوں کے لیئے جو ناول لکھے گئے ہیں اختصار کے ساتھ جائزہ لیا جائے گا۔

باب پنجم : مجموعی جائزہ ماحصل

اس باب میں مقالے کا مجموعی جائزہ پیش کیا جائے گا۔ جس کے مطالعے سے مقالے کا اجمالی تعارف ہو جائے گا۔ ایک طرح سے یہ مقالے کی تلخیص پر مشتمل ہوگا

باب ششم : اس باب میں مقالے کے لیئے جن کتابوں اور رسالوں کی مدد لی گئی اس کی فہرست ہوگی۔

مقالے کی تحریر کے دوران ضرورت پڑنے پر مزید ابواب بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ مقالہ نگار کی یہ کوشش ہوگی کہ مذکورہ بالا موضوع کے تحت ’مہاراشٹر میں اردو ناول ۱۹۸۰ء کے بعد‘ کا مفصل تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کر کے قابل قدر نتائج اخذ کیئے جائیں۔ ۱۹۸۰ء کے بعد مہاراشٹر میں اردو ناول کا عہد بہ عہد معروضی مطالعہ کیا جائے گا۔ تاکہ یہ مقالہ دستاویزی حیثیت کا حامل ہو جائے۔ اور آئندہ ایک معتبر و مستند ماخذ کے طور پر کام آسکے۔ راقمۃ الحروف کی معلومات کے مطابق ابھی تک اس موضوع پر تحقیقی کام نہیں ہوا۔ اگر یونیورسٹی کے ارباب مجاز اجازت دیں تو یہ اہم تحقیقی کام انجام پا سکتا ہے۔

مہاراشٹر کے چند ناول نگاروں کے ناول

۱۔	پیاسِ دل	ابراہیم اختر
۲۔	خاک ہوجائیں گے ہم	ابراہیم اختر
۳۔	سرکٹی لاشیں	ایم مبین
۴۔	سونے کی مورتی	ایم مبین
۵۔	زحل کے قیدی	ایم مبین
۶۔	انگوٹھا	ایم مبین
۷۔	اے وطن تیرے لیے	ایم مبین
۸۔	انمول ہیرا	ایم مبین
۹۔	شہید وطن	ایم مبین
۱۰۔	جنگل میں منگل	ڈاکٹر بانو سرتاج
۱۱۔	پکپا اور پرچھم	ڈاکٹر بانو سرتاج
۱۲۔	آہنکار ۲۰۰۵	
۱۳۔	ایوانوں کے خوابیدہ چراغ	نورالحسنین
۱۴۔	چاند ہم سے باتیں کرتا ہے	نورالحسنین
۱۵۔	ماہم کے کھاڑی (بچوں کے ناول)	سلام بن رزاق
۱۶۔	شکستہ بتوں کے درمیان	سلام بن رزاق
۱۷۔	کہانی کوئی سناؤ متاشا	صادقہ نواب
۱۸۔	جس دن سے	صادقہ نواب
۱۹۔	سازش	وکیل نجیب
۲۰۔	سیاہ رات (بچوں کے لیے)	وکیل نجیب
۲۱۔	فٹ پاتھ کی رانی	قاضی مشتاق احمد
۲۲۔	آزادی	قاضی مشتاق احمد

۲۳۔	سہمی ہوئی بہار	قاضی مشتاق احمد
۲۴۔	درد کا پیوند	قاضی مشتاق احمد
۲۵۔	شہزادہ	قاضی مشتاق احمد
۲۶۔	ویرگاتھا	سلیم شہزاد
۲۷۔	دست آدم	سلیم شہزاد
۲۸۔	سانپ اور سیڑھیاں	سلیم شہزاد